الأصول والقواعد

للفقه الإسلامي

فقہ اسلامی کے ۴۱۳/اصول وقواعد، ان کا سلیس وشستہ اردو ترجمہ، مسائل جدیدہ سے
ان کی تطبیق اور ضروری تشریحات وتوضیحات کا قابل اعتماد واستناد مجموعہ

مصنف

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی

صدر دار الافتاء

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

نام تصنیف : **الأصول والقواعد للفقه الإسلامي**

نام مصنف : مفتی محمد جعفر ملی رحمانی

کمپیوٹر کتابت وترتیب: مولوی کلیم اللہ اشاعتی/عبد المتین اشاعتی کانڑگاؤں

تعداد صفحات : ۳۰۸

طبعِ سوم : ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت :

باہتمام : ابوحمزہ وستانوی

(ملنے کے پتے)

(۱) دار الافتاء، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

(۲) مکتبہ السلام، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

(۳) مفتی محمد جعفر صاحب ملی رحمانی

موبائل:09423944002

فون:02567-252002

found.

القواعد الفقهية

وہم ہے اور قرینہ قاطعہ یعنی شخصِ مذکور کے ہاتھ میں خون میں ملوث چھری کا موجود ہونا، اس کا حواس باختہ اور خوف کے عالم میں ہونا، کی موجودگی میں احتمالاتِ وہمیہ معتبر نہیں ہونگے۔

قاعدہ(۲۶۵): ﴿لا عِبرَةَ بِالدَّلالَةِ فِيْ مُقَابَلَةِ الصَّرِيْحِ﴾

ترجمہ: صریح کے مقابلہ میں دلالت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

(شرح القواعد الفقهية:ص ۱۴۱، القوعد الكلية :ص ۱۵۹، جمهرة القواعد الفقهية: ۱/ ۵۶۹، موسوعة القواعد الفقهية:۶/ ۲۲۷، درر الحكام شرح مجلة الأحكام: ۱/ ۳۱، المادة:۱۳، شرح المجلة لسليم رستم باز:ص ۲۵)

مثال: اگر کوئی شخص کسی کے مکان میں اس کی اجازت سے داخل ہوا، اور گھر میں لگے ہوئے دسترخوان سے پانی کا گلاس لیکر پینے لگا، اور اس دوران گلاس اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، تو وہ ضامن نہیں ہوگا، ہاں! اگر صاحبِ مکان پانی پینے سے منع کردے، اور وہ گلاس اٹھا کر پانی پینا شروع کردے، اور اس دوران گلاس ٹوٹ جائے، تو وہ ضامن ہوگا، کیوں کہ پہلی صورت میں دلالۃً اذنِ شرب ہے، جب کہ دوسری صورت میں صراحۃً ممانعت ہے۔ (القواعد الكلية والضوابط الفقهية:ص ۱۵۹)

قاعدہ(۲۶۶): ﴿لا عِبرَةَ بِالظَنِّ الْبَيِّنِ خَطَأُهُ﴾

ترجمہ: جس گمان کا مبنی بر خطا ہونا ظاہر ہو، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

(الأشباه والنظائر لإبن نجيم :ص ۴۹۵، الأشباه والنظائر للسيوطي : ۱/ ۳۳۸، جمهرة القواعد الفقهية : رقم القاعدة :۱۸۴۷، القواعد الفقهية :ص ۳۰۹، قواعد الفقه:ص ۱۰۷، رقم القاعدة: ۲۵۶، شرح القواعد:ص ۱۶۲، درر الحكام : ۱/ ۴۲، المادة : ۷۲)

مثال: اگر کسی شخص نے کسی کو کوئی رقم یہ گمان کرکے دی کہ وہ اس پر بطور دین واجب تھی، بعدہٗ اس کے خلاف ظاہر ہوا، یعنی اس نے جان لیا کہ اس پر دین نہیں تھا، تو اسے حق ہے کہ وہ دین میں ادا کردہ رقم واپس لے لے، کیوں کہ وہ ظن جس کی خطا ظاہر ہو معتبر نہیں ہوا کرتا، تو ایسے ظن کو بنیاد بنا کر جو رقم اس نے دَین سمجھ کر ادا کی تھی، اس کو واپس لینے کا حق بھی اسے حاصل ہوگا۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ”من أتی عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوٰة أربعین لیلة“. (مسلم شریف: ۲/۲۳۳، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان الکهان)

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ”من أتی امرأته الحائض أو أتاها فی غیر ما أتاها أو أتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما أنزل الله علی محمد صلی الله علیه وسلم ومراده إذا استحل ذلک الفعل“ .

(کتاب المبسوط للإمام شمس الدین السرخسی: ۳/۱۵۲، کتاب الحیض)

قاعدہ(۲۶۸): ﴿لا عُمُوْمَ لِدَلالَةِ النَّصِّ وَلا لإقْتِضَاءِ النَّصِّ﴾

ترجمہ: دلالت النص اور اقتضاء النص کو عموم حاصل نہیں ہے۔

(قواعد الفقه: ص ۱۰۸، رقم القاعدة: ۲۵۸)

مثال: دلالت النص اور اقتضاء النص کو عموم حاصل نہیں ہوتا، کیوں کہ عموم اوصافِ لفظ میں سے ہے، اور جب دلالت النص اور اقتضاء النص کو عموم حاصل نہیں، تو یہ دونوں تخصیص کا احتمال بھی نہیں رکھیں گے، چنانچہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہے: ” أنت طالق“. ”تو طلاق والی ہے“ یا ”طلقتک“. ”میں نے تجھ کو طلاق دی“، اور اپنے اس قول سے تین طلاق کی نیت کرے تو اس کی یہ نیت صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کہ ” أنت طالق “عورت کا وصف ہے، اور وصف مصدر کا تقاضہ کرتا ہے، کیوں کہ وہ اسی سے ماخوذ ہوتا ہے، گویا ” أنت طالق“ میں مصدر (طلاقاً) بطریق اقتضاء موجود ہے، اور جو چیز بطریق اقتضاء ثابت ہوتی ہے اس کو عموم نہیں ہوتا ہے۔ (اصول الشاشی: ص ۳۱، ۳۲)

دلالت النص: وہ ایسا معنٰی ہے، جس کا حکمِ منصوص علیہ کے لئے علت ہونا باعتبار لغت کے معلوم ہو، نہ کہ باعتبار اجتہاد واستنباط، گویا دلالت النص سے جو معنی معلوم ہوتے ہیں، وہی معنی حکم کی علت ہوتے ہیں، مثلاً ﴿لا تقل لهما اُفٍّ﴾ والدین کو اف نہ کہو! یہاں حرمتِ تافیف کی علت معنی ایذاء ہے۔

اقتضاء النص : نص پر ایسی زیادتی کہ جس کے بغیر معنیٔ نص صحیح نہ ہو، مثلاً ” أنت طالق“ میں جب تک ”طلاقاً“ مصدر کی زیادتی نہیں کی جائے گی، تب تک کلام صحیح نہ ہوگا۔

قاعدہ(۲۶۹): ﴿لا قِوَامَ لِلدَّلالَةِ مَعَ النَّصِّ﴾

ترجمہ: نص کے ساتھ دلالت کا کوئی گذارہ نہیں ہے۔ (شرح السير الكبير: ۱۵۳/۵، باب من له من الأمراء أن يقبل وأن يقسم وأن يجعل الأرض أرض خراج، قواعد الفقه: ص ۱۰۸، رقم القاعدة: ۲۵۹)

مثال: جب کسی چیز کا جواز دلالتاً ثابت ہو، اور اسی چیز سے متعلق صراحتاً نہی موجود ہو، تو نص کے مقابلہ میں دلالت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

قاعدہ(۲۷۰): ﴿لا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ﴾

ترجمہ: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی فرماں برداری درست نہیں۔

(شرح السير الكبير: ۱۷۷/۱، دار الكتب العلمية بيروت، ۶۹/۱، باب ما يجب من طاعة الوالي وما لا يجب، قواعد الفقه: ص ۱۰۶، رقم القاعدة: ۲۵۳)

فائدہ: یعنی ہر وہ صورت جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو، اس میں مخلوق کی فرماں برداری نہیں کی جائے گی۔

مثال: امراء کے وہ احکام جن میں دینی اعتبار سے لوگوں کی بھلائی ہو، وہ معمول بہا ہوں گے۔ اسی طرح وہ احکام جن کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے نفع ہوگا یا نقصان؟ وہ بھی معمول بہا ہوں گے، کیوں کہ طاعتِ امراء کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے، لیکن اگر ان کے احکام کی تعمیل کرنے سے اللہ رب العزت کی نافرمانی لازم آتی ہو تو ان کے احکام معمول بہا نہیں ہوں گے، بلکہ وہ مردود ہوں گے، کیوں کہ قاعدہ ہے: " لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق"۔

اور قرآن کریم میں بھی اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾ "اے ایمان والو! بات مانو اللہ تعالیٰ کی اور بات مانو رسول کی اور وُلَاتِ امر کی"۔ میں اللہ اور اس کے رسول سے پہلے فعل " أطيعوا "، مکرر آیا ہے، جو مشیر ہے اس بات کی طرف کہ ان کی بات آپ کو ماننی ہی ہے، کیوں کہ ان کا حکم عینِ صواب اور منفعتِ

دین ودنیا پر مشتمل ہے، اور "أولي الأمر منکم" سے پہلے " أطیعوا " فعل نہیں ہے، بلکہ اس کا عطف "الرسول" پر ہے، جس میں یہ نکتہ ہے کہ امراء کے تمام اوامر قابلِ اطاعت نہیں، بلکہ صرف وہی احکام قابلِ اطاعت ہوں گے، جن سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہوتی ہو، اس لیے کہ ولاتِ امر کے اوامر میں خطا وصواب، طاعت ومعصیت، دونوں کا احتمال ہے۔

قاعدہ(۲۷۱): ﴿لا مَساغَ لِلإجْتِهَادِ فِي مَوْرِدِ النَّصِّ﴾

ترجمہ: محل نص میں اجتہاد جائز نہیں ہے۔

(درر الحکام: ۱/۳۲، المادة: ۱۴، قواعد الفقه: ص۱۰۸، القاعدة: ۲۶۰، ترتیب اللآلي: ص۹۸۸، القواعد الفقهیة: ص۱۴۸، ۴۳۰، شرح القواعد: ص۱۴۷، جمهرة القواعد: القاعدة: ۱۸۵۲، القواعد الكلیة: ص۳۶۱)

مثال: جس نص کے معنی واضح ہوں، اس میں اجتہاد جائز نہیں ہے، مثلاً فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿أحل الله البیع وحرم الربوٰ﴾ " اللہ رب العزت نے بیع کو حلال فرمایا اور ربوٰ کو حرام"۔ اب اجتہاد کر کے اس فرمان کو معنیٔ آخر پر محمول کر کے حلتِ بیع اور حرمتِ ربوٰ کے خلاف حکم لگانا جائز نہیں ہے۔

قاعدہ(۲۷۲): ﴿لا یَبْقٰی لِلإنْسَانِ الْمِلْکُ عَلٰی نَفْسِهٖ﴾

ترجمہ: انسان کے لیے اپنی ذات پر ملک باقی نہیں رہتی ہے۔

(شرح السیر الكبیر: ۱۸۸/۵، باب خروج العبد بأمان من دار الحرب وخرجه مسلماً أو ذمیاً، قواعد الفقه: ص۱۰۸، رقم القاعدة: ۲۶۱، القواعد الكلیة: ص۲۵۳)

مثال: جب انسان اپنی ذات کا مالک نہیں ہے، تو اس کے لئے اپنی آنکھ، خون اور گردہ وغیرہ کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ بیع کے صحیح ہونے کے لئے مبیع کا مالک ہونا ضروری ہے، اور انسان اپنے کسی جزء کا مالک نہیں ہے۔

قاعدہ(۲۷۳): ﴿لا یَتِمُّ التَّبَرُّعُ إلَّا بِالْقَبْضِ﴾

ترجمہ: تبرع (احسان کرنا، صدقہ کرنا) بدونِ قبضہ پورا نہیں ہوتا ہے۔

(درر الحکام: ۱/۵۷، المادة: ۵۷، شرح السیر الكبیر: ۱۸۵/۵، باب الاستبراء، ترتیب اللآلي في سلک الأمالي: ص۴۸۱، القواعد الفقهیة: ص۱۴۸، قواعد الفقه: ص۱۰۸، رقم القاعدة: ۲۶۲، شرح القواعد: ص۲۹۹)